Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

سیرت النبی ﷺ کی اثرپذیری کا تحقیقی جائزہ

A Research Evaluation of the Effectiveness of the Prophet's Seerah

Dr. Naeem Anwar Al-Azhari
Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University, Lahore
Email: dr.naeemanwer@gcu.edu.pk

Abstract

The creation of exemplary character has been an enduring necessity throughout human history. Individuals have continuously sought to emulate those with superior character, striving to mold their own behavior in alignment with admired figures. Despite diverse efforts to craft character, individuals have found their self-fashioned models insufficient to meet the complexity of their needs. This quest persisted until modern times, where a paramount challenge emerged: the pursuit of a way of life that is not merely acceptable to humanity, but also dignified and honorable. In response, the Almighty bestowed upon humanity a paragon of such a life in the form of the Messenger of Allah (ﷺ). Throughout history, he has been acknowledged as an exemplar of virtue, serving as a guiding light for the development of individual character across generations. His biography not only serves as a blueprint for personal conduct but also inspires admiration and emulation from people of all walks of life. It is incumbent upon every individual to forge their own character, drawing inspiration and guidance from the life and teachings of the Prophet (ﷺ).

Keywords: Character, Emulation, Human Behavior, Exemplary Figures, Self-Improvement, Personal Conduct, Virtues, Guidance, Biography, Prophet Muhammad (ﷺ), Moral Development

تعارف:

اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کی سیرت کے تمام گوشوں کو عظیم اور ارفع بنایا اور انسانوں کے حق میں اس سیرت کو واجب الاطاعت اور واجب الاتباع بنایا اور اس کا حکم قرآن حکیم میں یوں دیا:وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا۔[1] اگر تم اس رسول مکرم ﷺ کی اطاعت کرو گے تو تم ہدایت پا جاوٴ گے۔اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ[2] اس رسول مکرم ﷺ کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاوٴ۔ان دونوں آیت کریمہ کا نفس مضمون یہ ہے کہ اطاعت رسول اور اتباع رسول اور اس کا نتیجہ ہدایت ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اطاعت رسول کیا ہے اور اتباع رسول کیا ہے اطاعت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر قول، ہر فعل، ہر خلق کو اپنی عادت اور سیرت بنایا جائے۔انسان کا ظاہر اطاعت رسول ﷺ کا مکمل پیکر دکھائی دے۔اتباع رسول ﷺ کیا ہے، اتباع یہ ہے کہ انسان اپنے قول، فعل اور خلق میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں ڈوب جائے اور ان سب چیزوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ ادا کرے۔

اطاعت اور اتباع کا مفہوم

اطاعت کا مظہر انسان کا ظاہر ہے اور اتباع کا مظہر انسان کا باطن ہے رسول اللہ ﷺ کی پیروی اطاعت اور جذبے کے ساتھ ہو تو اس کا نتیجہ ہدایت ہی ہدایت ہے اس کا صلہ نجات ہی نجات ہے اور اس کا حاصل کامیابی ہی کامیابی ہے۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات اور اپنی سیرت کو "احسن الھدی" سب سے بہترین

ہدایت سب سے بہترین راہنمائی قرار دیا ہے۔اس لیے صحیح بخاری کی حدیث ہے:فان احسن الحدیث کتاب اللہ واحسن الھدی ھدی محمد[3] بے شک سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر راستہ وہدایت محمد ﷺ کا راستہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو باری تعالی نے مسلمانوں کے لیے اور تمام انسانوں کے لیے برہان بنادیا ہے۔ اس لیے سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا: یٰاَیُّھَاالنَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْہَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ[4] اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کیجانب سے (ذاتِ محمدی ﷺ کیصورت میں‌ذاتِ حق جل مجدہٗ کی سب سے زیادہ مضبوط، کامل اور واضح) دلیل قاطع آگئی ہے۔امام راغب اصفہانی بتاتے ہیں کہ برہان اس پختہ تر دلیل کو کہتے ہیں جس کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت نہ رہے (المفردات) وہ دلیل رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے گویا رسول اللہ ﷺ کی سیرت ایک ایسی سیرت ہے جو تمام انسانوں کے لیے کافی وشافی ہے اس سیرت میں تمام ضرورتوں کو پورا کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اللہ کے دین کی برہان

امام خازن اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: قطع بہ عذر جمیع الخلائق[5] اللہ تعالی نے آپ کو ایسی حجت قاطعہ بنایا ہے جس سے تمام مخلوقات کے سوالات واعتراضات کا حتمی جواب دے دیا ہے۔ گویا باری تعالی نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو حجت قاطعہ بنایا ہے دلیل ناطق بنایا ہے اسوہ کامل بنایا ہے ہدایت احسن بنایا ہے، نمونہ اکمل بنایا ہے اور اپنی ربوبیت کا شاہکار بنایا ہے اپنی حسن تخلیق اور حسن صفات کا مرقع بنایا ہے اور ساری انسانیت کے لیے ایک رول آف ماڈل بنایا ہے انسانیت کی فوز و فلاح نجات وکامیابی رسول اللہ ﷺ کی پیروی واطاعت اور آپ کی تقلید واتباع میں ٹھہرائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا فیضان اور پیغام اقراء کا تسلسل

وہ رسول معظم مکہ میں اپنے ظہور رسالت کے ذریعے ساری انسانیت کے لیے کچھ پیغاماتِ ربی لے کر آیا، انسانوں کے لیے رب کی بارگاہ سے پیغام لے کر آیا ہے ان رسالات ربی، ان پیغامات ربی کے تحت ایک حکم اقراء کے ذریعے لایا ہے کہ جو بھی اس دین میں داخل ہو اس کا پہلا عمل اقراء ہو جو بھی اقرار توحید کرنے اس کا پہلا وظیفہ اقراء ہو، جو بھی دامن رسالت مآب ﷺ کے ساتھ وابستہ ہو اس کا پہلا شعار اقراء ہو۔ جو دین اسلام کے ساتھ اپنی ایمانی وابستگی کا اظہار کرے اس کا اول وظیفہ حیات اقراء ہو۔ اقراء اہل ایمان اور اہل اسلام کے لیے ایک لازمی خصلت ٹھہری ہر مسلمان جب تک دن میں پانچ مرتبہ اقراء کے وجوبی عمل سے نہ گذرے وہ رسول اللہ ﷺ کا مطیع امتی اور اللہ کا فرمانبردار بندہ نہیں ٹھہرتا رسول اللہ ﷺ کے منصب نبوت ورسالت کا مرکزی اور محوری نکتہ بعثت سے لے کر وصال تک ایک الوہی فرض کی صورت میں اقراء ہی رہا ہے رسول اللہ ﷺ اقراء کے اس عمل کو الوہی ہدایت کے تحت اپنے قریبی لوگوں سے شروع کیا پہلے گھر والوں کو اقراء کے عمل میں شریک کیا پھر قریبی دوستوں کو، پھر سارے اہل مکہ کو اقراء کے عمل میں شریک کیا دار ارقم کو اقراء کے وظیفے کے لیے مرکز بنایا گیا، اقراء کا عمل جن ذہنوں اور دلوں میں قرار پکڑتا گیا وہ حکم رسول ﷺ کے مطابق وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع واطاعت میں ڈھل کر اقراء کے مبلغ بن گئے۔

مکی اور مدنی زندگی میں اقرا کا وظیفہ

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں 13 سال اقراء کا وظیفہ جاری کیا پھر حکم ربی کے مطابق مدینہ میں اقراء کا وظیفہ جاری کیا رسول اللہ ﷺ کا سفر ہو یا حضر خلوت ہو یا جلوت اجتماع عام ہو یا اجتماع خاص چند افراد ہوں یا زیادہ یہ اقراء کا عمل بغیر کسی قید، بغیر کسی تقاضے اور بغیر کسی تکلف کے ہر حال میں جاری رہا اور جو بھی آپ کی مجلس اقراء میں آتا اس کے لیے لازمی حکم یہ تھا۔ بلغوا عنی ولو آیۃ۔[6] میری ایک ایک بات کو غیر موجود اور غیر حاضر تک پہنچادو۔ اس پہنچانے کے عمل میں زمانے کی قید نہیں، یوں رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی نے اپنی امت کے تمام زمانوں کے لوگوں کو اپنی مجلس اقراء کا ایک فرد بنالیا۔ ان سب کو اپنے اس حکم کی نسبت سے اپنی مجلس اقراء کا ایک لازمی رکن بنالیا۔ جس جس تک یہ حکم پہنچا اس نے یوں ہی محسوس کیا جیسے رسول اللہ ﷺ اسے یہ حکم اپنی حیات ظاہری کی مجلس میں دے رہے ہیں۔ اس نے ایمان ویقین کی بنا پر اور عقیدہ فکر کی بنا پر یہی سمجھا بلغوا عنی ولو آیۃ کا حکم جس طرح صحابہ کرامؓ کے لیے لازمی اور وجوبی تھا

ہمارے لیے بھی اسی طرح لازمی اور وجوبی ہے اس تصور نے اقراء کے عمل کو زمانوں اور جگہوں کی قید کے بغیر امت مسلمہ میں ایک مستقل دائمی خصلت کے طور پر جاری کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے امت پر اثرات

اسی حقیقت کا اعتراف Muhammad، The Educator میں Robert Gulick یوں کرتا ہے:

> The words attributed to Muhammad must assuredly have stimulated and encouraged the great thinkers of the Golden age of Islamic civilization.[7]

رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کا بہت گہرا اور مفید اثر مسلمانوں پر مرتب ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات نے اسلامی تہذیب کے سنہری دور کے عظیم مفکرین پر نہایت گہرا، صحت مند اور بہت بڑا اور راہنما اثر ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلاذری فتوح البلدان میں لکھتے ہیں: کہ جب رسول اللہ ﷺ کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا اور آپ نے اپنی رسالت و نبوت کا اعلان کیا تو اس وقت مکہ کی تعلیمی حالت یہ تھی کہ پورے مکہ کے شہر میں صرف 10 سے 15 افراد تک لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔[8]

رسول اللہ ﷺ نے ان صحرا نشینوں کو اور علوم و فنون کے ان نابلدوں کو اس طرح علم کی روشنی عطا کی کہ یہ ساری دنیا کو علم کی روشنی دینے والے بن گئے اور قرآن رسول اللہ ﷺ کے طریق تعلیم کو بیان کرتا ہے: وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ[9] "اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ نے رسالتی اور نبوتی منصب کو معلمیت کے فریضے کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما بعثت معلما۔[10] "اللہ نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے۔" گویا انسانوں میں سب سے بڑا منصب نبوت و رسالت معلمیت کی سیرت و خصلت اپنے اندر رکھتا ہے انسانوں میں سے ہر ذمہ داری کو بطریق احسن معلمیت کے جذبے اور طریقے سے ادا کیا جا سکتا ہے رسول اللہ ﷺ کے علم اور فروغ علم اور ترویج علم کے باب میں بے شمار ارشادات نے اس امت اور قوم مسلم کو علم کے حصول اور علم کے فروغ اور علم کی ترویج میں مشغول رکھا ہے۔

علمی ترقی کے لیے رہنما اصول سیرت

مسلمانوں کی علمی ترقی کے تناظر میں ہم تاریخ کے اوراق میں جا بجا دیکھتے ہیں کہ سارا کچھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا زندہ فیضان ہے جو فیضان ایسا جاری ہوا ہے کہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ہم مسلمانوں کی علمی ترقی کے باب میں دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کی وہ ترقی جو اقراء کے قرآنی پیغام کے ساتھ شروع ہوئی جس کے ذرائع اَفَلَا يَتَفَكَّرُونَ اور جس کے طرق اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ تھے اور جس کا ذریعہ و طریقہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ تھا اور جس کا جذبہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تھا اور جس کے لیے روشنی وَ يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ تھی اور جس رسول معظم ﷺ کے اسوہ و سیرت میں دنیوی چیزوں کے حصول میں مال ترجیح نہ تھا بلکہ علم ترجیح تھا۔

اس لیے غزوہ بدر کے قیدیوں سے رہائی کے لیے چار ہزار درہم فی قیدی کی خطیر رقم چھوڑی اور مدینہ کے دس دس مسلمان بچوں کو ہر ہر قیدی پڑھا دے یہ تمہارے چار ہزار درہم کی بجائے مجھے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ تو اب یہ کیسے ممکن تھا کہ علم کی یہ شمع جسے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی امت میں جلایا ہے کوئی اسے کیسے بجھا سکتا ہے۔ اس علم کی شمع کو مزید جلنا تھا اور اپنی روشنی سے پورے عالم کو منور کرنا تھا اس لیے مسلمان جہاں جہاں گئے وہ علم کو فروغ دیتے گئے اور ترویج علم کی سرپرستی کرتے گئے اور بلا امتیاز ہر انسان کو علم کے زیور سے آراستہ کرتے گئے۔

ترویج علم کے لیے عملی اقدامات

علم کی یہ شمع مکہ ومدینہ سے جلتی ہوئی کوفہ وبغداد میں آتی ہے اور تمام بلاد اسلامیہ میں پھیلتی ہے اور صدیوں کاسفر کرتے ہوئے جب مسلمانوں کے شہری دور قرطبہ اندلس پہنچتی ہے تو مسلمانوں کی علمی ترقی کی اس شمع کی روشنی کا یہ عالم تھا کہ Sir Thomas Arnold کے مطابق اور ان کی کتاب The Legacy of Islam کے موافق:

> Cordova in Tenth century was the most civilized city in Europe. The wonder and admiration of the world.... It contained to libraries[11]

دسویں صدی میں قرطبہ یورپ کا مہذب ترین اور متمدن شہر بن چکا تھا اور یہ دنیا کے قابل تحسین اور حیران کن عجائب میں شامل تھا اور اس وقت اس شہر میں 70 لائبریاں فروغ علم کے لیے موجود تھیں۔ اسی حقیقت کو E.RosenThal اپنی کتاب Islamic Culture میں بیان کرتا ہے:

> In Muslim dayscordova was the centre of European civilization and one of the greatest seats of learning in the world.[12]

> "اسلامی دور حکومت میں قرطبہ یورپی تہذیب کا مرکز تھا اور پوری دنیا میں علم ودانش کا سب سے بڑا مرکز تھا۔"

بغیر تعصب کے تعلیم وتدریس

آج کے جدید یورپ کی بنیاد قرطبہ اور اندلس تھے۔ مسلمانوں نے علم کے فروغ میں کسی تعصب سے کام نہ لیا ان کے پاس جو بھی پڑھنے اور سیکھنے کے ارادے سے آیا انہوں نے بلا تفریق نسل ومذہب، علاقہ وزبان، رنگ وذات سب کو پڑھایا اور سب کو علم سکھایا پڑھانے اور سکھانے میں ان کی نظر میں کوئی مذہبی تفریق نہ تھی جو علم ایک مسلمان کو سکھاتے وہی ایک یہودی اور عیسائی کو بھی سکھاتے تھے۔ علم کے باب میں انسانوں کے درمیان کسی قسم کی کوئی تفریق نہ کرتے تھے۔ اس لیے C.H.Haskins، Studies in the History of mediaeval science میں بیان کرتا ہے کہ

> The broad fact remains that the Arabs of Spain were the principal source of the new learning for Western Europe[13]

> "یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سپین کے عرب ہی مغربی یورپ کے تمام جدید علوم وفنون کا ایک بنیادی سرچشمہ اور منبع تھے۔"

یورپ کی ترقی کا سبب

یورپ کی جدید ترقی کے احوال لکھنے والے جب اپنی غیر جانبداری کی کیفیات کی طرف آتے ہیں تو ایک نہیں متعدد برملا اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یورپ میں علم کی روشنی مسلمانوں سے آئی ہے اور یورپ کو جدید یورپ اس کے علوم وفنون نے بنایا ہے اور یورپ میں آنے والے یہ علوم جدیدہ مسلمانوں کے توسط سے ہی آئے ہیں اور مسلمان ہی ان جدید علوم وفنون کی بانی اور موسس تھے۔ اس لیے جب ہم تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہر غیر جانبدار مورخ اور محقق H.E Barnes کے ساتھ ہمنوا ہوتے ہوئے یوں اظہار کرتا ہے:

In many ways the most advanced civilization of the middle ages was not a Christian culture at all but rather the civilization of the people of the faith of Islam.[14]

بہت سے ذرائع سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ درمیانی صدیوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ تہذیب وثقافت ہر گز ہر گز عیسائی ثقافت و تہذیب نہ تھی بلکہ یہ ترقی یافتہ تہذیب وثقافت اسلامی عقیدہ رکھنے والی اقوام کی تھی۔

مسلمانوں کی علمی ترقی

مسلمانوں کی اس ترقی اور ان کی ثقافت و تہذیب کی بلندی کا راز فروغ علم اور حصول علم میں تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے ایک چھوٹے سے شہر میں سینکڑوں سکول ہوتے تھے صرف سسلی Sicily شہر میں 600 پرائمری سکول اس وقت موجود تھے جامعہ نظامیہ بغداد پانچویں صدی سے نویں صدی تک دنیا کی عظیم ترین یونیورسٹی رہی ہے جس میں ہر وقت ہزاروں (6ہزار) طلباء علم حاصل کرتے تھے۔ان ہی تعلیمی اداروں سے نکلنے والوں نے علم کی شمعیں مزید جلائیں اور یہ کسی نہ کسی علم کے بانی اور موسس ٹھہرے اور پھر ان کی کتابیں دنیا بھر میں اور بالخصوص یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہی ہیں۔

مختلف علوم نامور مؤسسین وموحدین

اگر آپ مسلمانوں کی علمی ترقی کے باب میں ان کے نام اور خدمات کو جاننا چاہیں تو تاریخ ہماری یوں راہنمائی کرتی ہے۔

- ابن الہیثم جس کی خدمات Astronomy اور Astrology میں ناقابل فراموش ہیں اس نے فزکس کے دامن کو علم سے بھر دیا ہے اور اسی نے ہی جدید نظریہ بصارت دیا ہے کہ روشنی آنکھ سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ باہر کی شعاعیں Rays آنکھوں کو روشن کرتی ہیں۔یہ جدید Optics کا بانی ہے۔
- الخوارزمی کو لے لیں یہ حساب، الجبراء اور جیومیٹری میں بڑا نام رکھتا ہے اور اس کا نام اس علم کے موسسین میں آتا ہے یہ اپنی کتاب حساب "الجبر والمقابلہ" کے ذریعے زندہ وتابندہ ہے اور اس کی یہ کتاب سولہویں صدی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہی ہے۔
- اسی طرح المراکشی نے 70 کے قریب کتابیں لکھ کر Mathematics میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں اور صفر کا تصور Math میں مسلمانوں نے ہی متعارف کرایا ہے۔
- الدینوری نے Botnay میں قابل فخر خدمات سرانجام دی ہیں اس نے کتاب النباتات چھ جلدوں میں لکھی ہے جسے علم النباتات میں Botnay میں انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہے۔
- ابو القاسم الزہراوی اور المجوسی نے طب کی دنیا میں عظیم خدمات سرانجام دی ہیں ابو القاسم الزہراوی نے طب میں کتاب التعریف لکھی ہے اور المجوسی نے کتاب الملیکی لکھی ہے جو انسانی جسم میں شریانوں کے پیچیدہ معاملات کو واضح کرتی ہے۔
- ابن البیطار نے عام ادویات Collection of simple drugs کے نام سے کتاب لکھی ہے جس میں 1400 ادویات Medicine کا ذکر ہے۔
- اسی طرح ابن الرشد نے الکلیات کے نام سے Medical کے حوالے سے کتاب لکھی ہے یہ بھی یورپ کی یونیورسٹیوں میں داخل نصاب رہی ہے اسی طرح ابن زہر کا ادویات میں بہت بڑا نام ہے علی بن عیسیٰ وہ پہلا شخص ہے جس نے سرجری سے پہلے مریض کو بے ہوش کرنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔
- جابر بن حیان کی کتابیں کیمسٹری کے باب میں یورپ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہی ہیں اور اس علم کے موسس خالد بن یزید اور امام جعفر صادق ہیں جابر بن حبان امام جعفر صادق کا شاگرد ہے اس نے کیمسٹری کے دنیا میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

مسلمانوں کی علمی ترقی کی اساس

اب ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ مسلمانوں میں یہ علمی ترقی کیسے اور کیونکر ہوئی اس کے بڑے بڑے اسباب محرکات اور عوامل کیا تھے۔اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسلمانوں کی اس علمی ترقی کا سب سے بڑا سبب اور سب سے موثر عامل اور سب سے بڑی وجہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا فیضان تھا اور آپ ﷺ کے وہ فرامین تھے جو جدید سائنس وٹیکنالوجی کی بنیاد بنے اران ہی فرامین وارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان علم وترقی میں مشغول ہوئے اور جدید دنیا کی جدید سائنس وٹیکنالوجی کے بانی اور موسس بنے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:سیکون فی آخر امتی رجال یرکبون علی المیاثر بدل السروج العظام۔[15] عنقریب میری امت کے دور اواخر میں لوگ گوشت پوست اور ہڈیوں کے جانوروں کی بجائے دوسری سواریوں (یعنی موٹر گاڑیوں) پر سفر کریں گے۔رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی نے اہل علم کو Mechanical Technology کی طرف راہنمائی دی ہے آج رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ایک عملی حقیقت بن گیا ہے آج کا انسان سفر کے لیے موٹر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کو استعمال کررہا ہے۔

عصر حاضر کی ترقی

اسی طرح حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:والذی نفسی بیدہ لاتقوم الساعۃ حتی تکلم السباع الانس و حتی تکلم الرجل عزب سوطہ و شراک نعلہ وتخبرہ فخذہ بما احدث اہلہ بعدہ۔[16]"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک بپانہ ہوگی جب تک بہائم تفتیشی کتے اور دیگر جانور) عصا کے دستے اور جوتوں کے تسمے جیسی چیزیں انسانوں سے ہمکلام نہ ہو جائیں اور اسی طرح اس کے پیچھے گھر کی چیزیں اسے یہ خبر نہ دیں کہ اس کی غیر موجودگی میں گھر والے کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔"اب یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے فصیح وبلیغ بیان کے ذریعے کہ جن سے آپ مخاطب ہیں وہ بھی سمجھ لیں اور بعد میں آنے والے بھی سمجھ لیں تلمیحاتی الفاظ وکلمات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ چودہ سو سال قبل آج کے حالات کا جائزہ لے رہے ہیں اپنی نگاہ نبوت سے دیکھ کر ان چیزوں کا ذکر کررہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی نگاہ

مذکورہ ساری چیزیں آپ پر عیاں تھیں اسی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں:عن عمر قال قام فینا النبیﷺمقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔[17]"حضرت عمر فاروقؓ ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز رسول ﷺ ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے ہمیں ابتدائے خلق وتخلیق سے لے کر روز قیامت اہل جنت کے جنت میں داخل ہو جانے اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک سب کچھ بتادیا۔پس اس بیان کو جس نے جس قدر یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے جو کچھ بھلادیا سو وہ بھول گیا۔"

اسی طرح ابو زید انصاری اور ابو سعید خدری سے مروی ہے:فحدثنا (واخبرفیہا) بما کان وبما ہو کائن الی یوم القیامۃ فاعلمنا احفظنا۔[18]"بس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمادیا اور ہمیں بتادیا جو کچھ پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سو ہم میں زیادہ عالم وہی ہے جس نے اسے زیادہ یاد رکھا۔"

کلمات حدیث کے عصری اطلاقات

اس بنا پر مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں بہام سے مراد تفتیشی کتے اور دیگر جانور ہیں اور وہ آلات ہیں جو انسان کو مختلف اخبار دیتے ہیں عذب سوطہ سے مراد عصا کا دستہ،وہ آج کے موبائل فون ہیں جو عذب سوطہ کی کامل شکل ہیں جو پل پل انسان کو خبریں دے رہے ہیں اور انسان ان کے ذریعے لمحہ بہ لمحہ خبریں لے بھی رہا ہے اور اسی طرح شراک نعلہ کے ذریعے انسان کے وجود کے ساتھ چمٹی رہنے والی چیزیں تسموں کی طرح ہر وقت اس کے ساتھ رہنے والی چیزیں اور تمام آلات خواہ وہ

لیپ ٹاپ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی ٹیکنالوجی کی صورت میں جن کا مقصد انسان کو ہر لمحہ باخبر رکھنا ہے۔وہ سب کی سب اس میں شامل ہیں اور اسی طرح تحبر فخذہ بما احدث اھلہ گھر میں تمام سائنسی آلات، کلوز سرکٹ TV، کیمرے اور تمام جدید آلات ان کے تحت ہیں جو انسان کو لمحہ بہ لمحہ اطلاعات دیتے رہتے ہیں۔

عصر حاضر کا گلوبل ویلیج اور فرمانِ رسول ﷺ

آج کی گلوبل دنیا کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے تلمیحاتی انداز میں ارشاد فرمایا: ان اللہ تعالی قال ابث العلم فی آخر الزمان حتی یعلمہ الرجل والمراۃ والعبد والحر والصغیر والکبیر فاذا فعلت ذلک بہم آخذتہم بحقی علیہم۔[19] "حدیث قدسی ہے رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ باری تعالی نے ارشاد فرمایا: میں آخری زمانے میں علم کو گھر گھر خوب پھیلا دوں گا حتی کہ مردوں، عورتوں، غلاموں، چھوٹوں اور بڑوں سب تک پہنچ جائے گا پس جب لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ کرلوں گا تو پھر ان پر اپنے حق واجب کی بنا پر گرفت بھی کروں گا۔" آج کی دنیا میں Time اور Space کسی طرح باہم مل چکے ہیں۔ زمان و مکان کی دوریاں کس طرح سمٹ چکی ہیں۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابو موسی اشعری روایت کرتے ہیں: لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان وتزوی الارض زیا۔[20] "اس وقت تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک زمانے و وقت کی اکائیاں اور زمین کے فاصلے سمٹ کر ایک دوسرے کے قریب نہ آجائیں گے۔"

خلاصہ کلام

مسلمانوں کی علمی ترقی کی بنیاد قرآنی آیات اور نبوی ارشادات رہے ہیں مسلمان ہر دور میں اپنے عمل کو قرآنی احکامات اور نبوی تعلیمات سے مزین کرتے رہے ہیں قرآن و سنت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت و اسوہ حسنہ جہاں مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچاتے رہے ہیں وہاں مسلمانوں کو ترقی و ہدایت کی راہ پر گامزن بھی کرتے رہے ہیں۔ انسان کو اپنے عمل کے لیے ایک جذبہ ایک راہنمائی ایک ہدایت چاہیے جو اہل ایمان کو قرآن و سنت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت و اسوہ سے ہر دور میں یہ چیزیں میسر آتی رہی ہیں۔ آج عصری پکار یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی طرف متوجہ ہوں اور آپ کی سیرت سے قوی اور انفرادی سیرت کو تشکیل دیں علم حاصل کریں اور علم کو فروغ دیں تحقیق سے محبت سے کریں اور تحقیق ریسرچ کو عام کریں اپنے وطن سے جہالت کا خاتمہ کریں، ہر طرف تعلیمی اداروں کے جال بچھائیں پرائمری سے لے کر اعلی تعلیم کی سہولت چھوٹے قصبوں اور شہروں سے شروع کریں اور بڑے بڑے شہروں تک ان کو پہنچائیں۔ حصول علم اور فروغ علم کی سہولتوں کو ہر کسی کے لیے عام کریں یہی چودہ سو سال سے امت مسلمہ کا شعار رہا ہے اور یہی طرز عمل امت کے لیے باعث افتخار رہا ہے اسی میں قوم کی زندگی ہے اور اسی میں قوم کی بقاء ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ان ہی روشن گوشوں اور شعار کو آج ہمیں اپنانا ہے۔ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف یوں اشارہ کیا ہے: تا شعار مصطفی از دست رخت۔ قوم را رمز بقا از دست رفت۔

حوالہ جات وحواشی:

1 القرآن، 24: 54

2 القرآن، 7: 157

3 البخاری، محمد بن اسماعیل، "الجامع الصحیح"، (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، 1975)، حدیث 1080

4 القرآن ، 4: 174

5 علی بن محمد ابراہیم البغدادی، "تفسیر الخازن " (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، 2009)، ص:215

6 البخاری، "الجامع الصحیح"، حدیث : 05

7 Gulick, Robert L, "Muhammad The Educator", (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1953), p. 33

8 البلاذری، احمد بن یحیی بن جابر " فتوح البلدان " مترجم: سید ابو الخیر مودودی، (لاہور : تخلیقات پبلیکیشنز، 2010)،ص:311

9 القرآن، 2: 151

10 ابن ماجه، ابو عبد الله محمد بن یزید"سنن ابن ماجه"، (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیه)،کتاب المقدمه ، حدیث نمبر : 229

11 Arnold, Sir Thomas, “The Legacy of Islam” (London: Oxford Calrendon Press, 1931), p. 101

12 Lawrence Rosen, "The culture of Islam", (Chichago: University of Chichago press, 2004), Vol:11, p. 336

13 Haskins, Charles Homer, “Studies in the History of Mediaeval Science” (Cambridge: Harvard University Press), p. 23

14 Marry Elmer Barnes, "A History of Historical ۏritings", (Toronto: University of Toronto Press, 1933), p. 37

15 حاکم النیساپوری ، ابو عبدالله محمد بن عبدالله ، "المستدرک علی الصحیحین"، ، (بیروت، لبنان : دارالکتب العلمیه،1990)،حدیث نمبر: 654

16 ترمذی ، ابو عیسی محمد بن عیسی ،"سنن ترمذی"، (الریاض : دارالسلام للنشر والتوزیع ، 1999)، کتاب الفتن، حدیث نمبر:2181

17 البخاری، "الجامع الصحیح "، کتاب بدء الخلق، حدیث نمبر: 3030

18 القشیری ، مسلم بن حجاج ، "الجامع الصحیح"، (بیروت : دارالکتاب العرب، 2004)، حدیث نمبر: 2982

19 القشیری ، مسلم بن حجاج ، "الجامع الصحیح"، حدیث نمبر: 2123

20 طبرانی ، سلیمان بن احمد ، " المعجم الکبیر"، (الریاض : مکتبة المعارف، 1986)، حدیث نمبر: 229